



## سوال

(594) مذاکرہ فی تحقیق المیراث

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مذاکرہ فی تحقیق المیراث

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

## مذاکرہ فی تحقیق المیراث

علمائے کرام! ہمارے سچے نبی ﷺ کی سچی خبر میں کتنی وہ ہیں جو پوری ہو چکیں جن کو ہمارے کانوں نے سنا اور کتنی ایسی ہیں جس کو ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ کچھ ایسی باتیں ہیں جن کے وقوع کا لازوال یقین ہمارے دلوں میں مضمر ہے۔ آج سے تقریباً ساڑھے تیرا سو برس پیشتر ہمارے ہادی صادق فدائمی وابی نے فرمایا تھا۔

یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یشقی من الاسلام الا اسمہ ولا یشقی من القرآن ال رسمہ مساجد ہم عامرۃ وہی خراب من الہدی علماء ہم شرار ہم من تحت الہدی السماء من عند ہم تحزیق الضنیۃ وفیم تعود

جس کا صحیح نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ کتنے فتنے ہیں جن کو دنیا کی اس بدترین جماعت نے اپنے حرص و ہوا سے ایجاد کر کے عالم اسلام میں پھیلا کر مسلمانوں کے ایمان کو تباہ و برباد کر ڈالا سب سے بڑا فتنہ جس نے مسلمانوں کی اصل پونجی توحید اور تعلقہ فی الدین میں آگ لگائی۔ علماء کلاپنے اسلاف کی تقلید کرنا ہے۔ یہی وہ اصل فتنہ ہے جس نے مسلمانوں میں وہ غیر متزلزل مخالفت و معاندت پیدا ہوئی۔ جو تمام مملکت، میاںوں اور کمزوریوں اور ذلتوں کی مورث اور تحقیق معنی کی بلاکت کے لئے کافی ہوئی۔

لیکن حسب فرمان نبی صادق ﷺ لایزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق ویمقتضونہ کلام الہی وقلیل من عبادہ الشکور کے ہر زمانہ میں ایک تھوڑی جماعت ایسی قائم رہی جو حقیقی اسلام کی حلقہ، جوش، ہو کر دین کی تجدید اور سنن نبویہ کا احیاء کرتی رہی۔ الحمد للہ کہ ہندوستان کی قسمت بھی اس ربانی جماعت سے محروم نہیں۔

ہم آج اسی ربانی جماعت کے سامنے جو تحقیق حق و ابطال کے دلدادہ ہیں۔ اس بات کے پیش کرنے کی جرات کرتے ہیں۔ کہ بحمد اللہ اس جماعت کے تحقیق مسائل کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا ہے۔ لیکن باوجود اس کے علم و فراغ (جس کی شان نصف العلم ہونے کی ہے) کی تحقیق میں ہندوستان کے اندر کسی نے بھی قدم نہ رکھا۔ ذیل کی تحریر اس غرض سے



پیش کی جاتی ہے۔ کہ یہ حتفانی جماعت اس شاندار علم کی تحقیق کی برکت سے بھی محروم نہ رہے۔ اور کچھ افراد اس طرف بھی قدم بڑھائیں۔

یہ ایک بڑے شرم کی بات ہے کہ "سراجیہ" جیسی کتاب کو جس کے مصنف نہ تو مستند محدث اور نہ اس کے مضامین مدلل بدلائل شرعیہ ہیں۔ ہم اس کو اپنے میراث کے فتوؤں کا مدار بنالیں۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر علمائے حتفانی کی توجہ اس طرف نہ ہوئی۔ بلکہ وہی سراجیہ بلا تحقیق و تنقید مدار عمل رہا تو شاید اتحاد و اجارہ ہم الایۃ سے خروج حاصل نہ ہو۔

اب ہم اصل مضمون کو اس امید کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ کہ حضرات علماء اس کی تحقیق و تنقید کی نظر سے دیکھیں گے۔ اور ان شاء اللہ اسی ذریعہ سے حق و صداقت کا ظہور ہو جائے گا۔ ہم اسی عظیم الشان کو اسی لفظ سے شروع کرتے ہیں۔ جس لفظ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس علم کو شروع کیا۔

**قوله تعالى - لَوْ صِئِمُ اللَّذَنِي أَوْلَادُكُمْ لَلَّذِكْرِ مِثْلِ حِطِّ الْأَشْيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَنْ يَكُونَ لَكُمْ مِنْهُنَّ مَا تَرَكْنَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ**

یعنی "مسلمانوں تمہارا اللہ اولاد کے حصوں کے بارے میں تم سے کہتا ہے کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصے کے برابر دیا کرو پھر اگر اولاد صرف لڑکیاں ہوں اور وہ دو یا دو سے زیادہ ہوں۔ تو ترکہ میں ان کا حصہ دو تہائی ہو گا اور اگر ایک ہو تو آدھا ہے۔"

سب سے ہم اس بات پر بحث کرنا چاہتے ہیں کہ آیت مذکورہ میں لفظ اولاد کم کن افراد کو شامل ہے۔ ہمارے خیال میں چند دلائل مندرجہ ذیل ایسے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پلوتنا پلوتنی کی طرح نواسہ نواسی بھی اسی آیت کے لفظ اولاد کم میں داخل ہیں۔

دوسری دلیل۔ قولہ تعالیٰ۔ وطلال ابنا نکم اس آیت کے لفظ "ابناء" میں نواسہ بھی داخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پلوتوں کی بیویوں کی طرح نانی کی بیوی بھی حرام ہے۔ جیسا کہ امام الآئمہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ کیونکہ امام موصوف نے بعد بیان "حلائل الابناء" کے دستخطی النبی ﷺ ابن ابیہ ابنا لکھا ہے۔

تیسری دلیل۔ قولہ تعالیٰ۔ لَأَجْنَاحَ عَلَيْنِ فِي آبَائِنَا وَإِنَّا بَنَاتِنَا۔ الح با اتفاق علماء لفظ "ابناء" میں پلوتنا نواسہ دونوں داخل ہیں۔

چوتھی دلیل۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وہ حدیث جو ابو بکرہ سے مروی ہے۔

**ان ابنتی بذا (حسن) لعل اللہ یصلح بین فتنین عظیمین بین المسلمین**

پانچویں دلیل۔ ابوداؤد کی وہ روایت جس کو بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے۔

**قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل الحسن والحسين عليهما قيصان احمران يعمران ويقومان فاخذهما فصعد بهما المنبر ثم قال صدق اللہ انما الموالکم واولادکم فتمت الحدیث**

چھٹی دلیل۔ قولہ تعالیٰ۔ - وَوَالِدٍ - وَوَالِدَةٍ - (زریرہ) اس آیت کے لفظ "ما ولد" میں حضرت عیسیٰ داخل ہیں۔ جو آدم کے نواسہ ہیں۔

ساتویں دلیل۔ حدیث مسلم کی اناسید ولد آدم ہے۔ اس حدیث میں بھی لفظ ولد آدم میں حضرت عیسیٰ داخل ہیں۔

**تنبیہ**

پہلی چار دلیلوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ لفظ ابنا و بنات (جو آیات مذکورہ بالا میں واقع ہے۔ نواسے و نواسیاں ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ لفظ اولاد "اللفظ" بنات و بنات سے اعم ااشمل ہے۔ اس لئے نواسے نواسیاں لفظ اولاد میں بطریق اولیٰ داخل ہوں گے۔ پچھلی تین دلیلوں سے صراحتہ نواسے نواسیاں کا لفظ اولاد میں داخل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ پس اب ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں۔ کہ آیات میراث کے لفظ اولاد اور ولد میں یٹا بیٹی پلوتنا پلوتنی نواسہ نواسی یہ سب داخل ہیں۔



## چند سوالات علمائے کرام سے

- 1- کیا کوئی ایسی مرفوع حدیث ہے جو آیات میراث کے لفظ ولد سے نواسہ نواسی کی تخصیص پر دلالت کرتی ہو۔؟
  - 2- کیا اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین و تابعین سے عموم قرآن کی تخصیص کی جاسکتی ہے؟
  - 3- کیا بر تقدیر حدیث مخصص نہ ہونے اور اقوال صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین سے تابعین رحمۃ اللہ علیہ اجمعین سے عموم قرآن کی تخصیص جائز نہ ہونے کے آیات میراث کے لفظ "اولاد" و "ولد" میں نواسہ نواسی کو داخل جاننا مسلمانوں پر فرض نہیں ہے۔؟
- ان شاء اللہ وراثت اولاد کی ترتیب مدلل بدلائل شرعیہ لفظ اولاد کی بحث ختم ہونے کے بعد پیش کی جائے گی۔ (حررہ محمد ایوب نمبر مار کوئیس لین۔ مصری گنج۔ کلکتہ)

ایڈیٹر

آپ کے سوالوں میں ایک دو سوالوں کا اضافہ میں بھی کرتا ہوں۔ ایک شخص کی اولاد میں لڑکا۔ لڑکی۔ اور اس لڑکی کے بیٹے چار نواسے کیا ان میں تقسیم حسب اولاد یوں ہوگی۔ کہ لڑکا اور چار نواسے ملا کر پانچ نواسے اور لڑکی ملا کر چھ اولاد میں سمجھی جائیں گی۔ تقسیم گیارہ پر ہو کر یوں تقسیم ہوگی۔

مسئلہ نمبر 11-----زید

لڑکا لڑکی نواسہ نواسہ نواسہ نواسہ

دوسری صورت یہ ہوگی کہ ایک لڑکی ایک لڑکا اور اس لڑکے کے بیٹے چار ہوتے کیا ان سب کی نسبت یہ کہنا جائز ہے۔ کہ مرحوم کی اولاد چھ ہے اور تقسیم یوں ہے۔

میت-----زید

لڑکی 1- لڑکا 2- پوتا 2- پوتا 2- پوتا 2- پوتا 2-

یہ سوال اس اصول پر ہے۔ کہ پوتے نواسے مثل بیٹے اور بیٹیوں کے اولاد سمجھے گئے اگر یہ فرمادیں۔ تو نواسے ماں کی عدم موجودگی میں اولاد کی طرح وارث ہوں گے۔ تو عرض ہوگا۔ کہ پھر تو ان دو میں حقیقت مجاز کی نسبت ہے تو چنداں اختلاف بھی نہیں۔ کیونکہ حقیقت کے وجود میں مجاز کو دخل نہیں ہے۔ فافہم۔ (الجدیدت امرت سر ص 4-14 شعبان المعظم 1342ھ ہجری)

ہذا ما عنہدی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ شنائیہ امرتسری



جلد 2 ص 556

محدث فتویٰ